(صرف احمدی احباب وخواتین کی تعلیم وتربیت کے لئے)

عورتوں کا حق وراثت

اور

ہماری ذمہ داری

شعبہ اصلاحی کمیٹی

نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ دین کو زندہ کرنے، اس کی تعلیم کو دنیا میں رائج کر کے ایک جنت نظیر معاشرہ قائم کرنے کے لئے کوشاں ہے۔ ایسا جنت نظیر معاشرہ کہ جہاں عدل وانصاف اور مساوات کا بول بالا ہو۔ "حقوق اللہ" اور "حقوق العباد" نہایت احسن اور اعلیٰ پیرایہ میں ادا ہو رہے ہوں۔ کسی کی حق تلفی نہ ہو رہی ہے۔ کسی پر ظلم نہ ہو رہا ہو۔ کسی کا حق نہ دبایا جا رہا ہو اور نہ چھینا۔ سب آپس میں بھائی بھائی بن کے پیار اور محبت سے زندگی گزار رہے ہوں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی" (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 ص 13)

قرآن کریم:

حقوق العباد میں ایک اہم حق جو کہ عورتوں سے تعلق رکھتا ہے وہ ہے عورت کا ورثہ میں حصہ جسے خدا تعالیٰ نے فرض اور واجب قرار دیا ہے۔ بیٹی کی حیثیت سے، بیوی کی حیثیت سے، ماں اور بہن کی حیثیت سے وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سورۃ النساء آیت 8 میں فرماتا ہے۔

وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْكَثُرَ ؕ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ○ یعنی عورتوں کے لئے بھی ایک حصہ ہے اُس (مال یا ترکہ) میں سے جو اُس کے والدین یا دیگر اقارب چھوڑ جائیں۔ خواہ وہ تھوڑا ہو یا زیادہ۔ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا یعنی یہ ایسا حصہ ہے جو فرض کیا گیا ہے۔ "یہ نہیں کہ جس کی مرضی آئے ادا کرے اور جس کا جی چاہے ادا نہ کرے۔

☆ پھر یہ ایسا حصہ ہے جو خدا نے مقرر کیا ہے اور جو یہ ادا نہیں کرے گا وہ لازماً نافرمانی کا مرتکب اور سزا کا مستوجب ٹھہرے گا۔

☆ پھر سورۃ النساء آیت نمبر 12 میں ترکہ کی تقسیم کا طریقہ کار اور عورتوں مردوں کے حصے مقرر کرتے ہوئے آخر میں فرمایا کہ "فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ" کہ یہ خدا کی طرف سے ایک فریضہ ہے جو تم نے ادا کرنا ہے۔

☆ اسی طرح اس سے اگلی آیت میں مزید حصے اور ان کی تقسیم کار کا طریقہ کار بیان کرنے کے بعد فرمایا "وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ" کہ دیکھو یہ خدائی وصیت ہے جس میں ردّ و بدل کا تمہیں کوئی اختیار نہیں۔

☆ پھر آیت نمبر ۱۵،۱۴ میں ان احکامِ وراثت کو حدود اللہ قرار دے کر عظیم الشان انعامات کی خوشخبری دی کہ "یہ اللہ کی حدیں ہیں جو ان حدود میں رہے گا اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا تو خدا تعالیٰ اُسے اپنی رضا کی ابدی جنتوں میں داخل کرے گا۔ اور یہ ایک عظیم الشان کامیابی ہے۔" اور ساتھ ہی آیت نمبر 15 میں شدید انذار بھی فرما دیا کہ "جو خدا اور اس کے رسول کی اطاعت نہیں کرے گا اور اس کی قائم کردہ حدود سے تجاوز کرے گا۔ اُسے خدا ہمیشہ ہمیش کے لئے جہنم میں ڈال دے گا اور اُس کے لئے رسوائی کا عذاب مقرر ہے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ:

اس ضمن میں پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی نمونہ یہ ہے کہ آپؐ حقوق العباد قائم کرنے کے لئے کس قدر بے تاب و بے چین رہتے تھے اور خدائی حکم کے منتظر۔ اور جب احکام نازل ہو جاتے تو ان کو عملی جامہ پہنانے میں دیر نہ فرماتے۔

حضرت اوسؓ فوت ہوئے۔ پھر حضرت سعد بن ربیعؓ جنگ احد میں شہید ہوئے۔ تو ان کی بیویاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہا کہ ان کی جائیدادوں پر دوسرے رشتہ داروں نے قبضہ کر لیا ہے۔

حضرت سعدؓ کی بیوی نے آکر اس رنگ میں اپنے دکھ کا اظہار کیا کہ "یا رسول اللہ۔ یہ دونوں لڑکیاں سعد بن ربیعؓ کی ہیں۔ جو احد کی جنگ میں آپ کے ساتھ (گیا تھا) اور شہید ہو گیا۔ اب ان کے چچا نے ان کا مال لے لیا ہے۔ اور ہمارے لئے کچھ بھی نہیں چھوڑا۔ جس کی وجہ سے ان سے نکاح بھی کوئی نہیں کرتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں خاندانوں کو صبر کی تلقین فرمائی۔ اور فرمایا خدائی فیصلہ کا انتظار کریں۔"

چنانچہ جونہی ورثہ کے احکام نازل ہوئے تو آپؐ نے فوراً حضرت اوسؓ کے بھائیوں کوکہلا بھیجا کہ اللہ تعالیٰ نے ترکہ کی جائیداد میں عورتوں کا حصہ معین طور پر مقرر فرما دیا ہے۔اس لئے تم 2/3 حصہ اوسؓ کی بچیوں کو،اور 1/8 اس کی بیوی کو دے دو۔اور باقی جو بچے وہ تمہارا ہے۔

اسی طرح حضرت سعد بن ربیعؓ کے مال کی تقسیم کے بارہ میں خود فیصلہ فرمایا اور بچیوں کے چچا(سعد کے بھائی) کو بلا کر ہدایت فرمائی کہ سعد کی دونوں بیٹیوں کو 2/3 حصہ دے دو اور 1/8 ان کی والدہ یعنی سعد کی بیوی کو اور جو باقی بچے وہ تیرا ہے۔ (ترمذی ابواب الفرائض)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات:

بہرحال یہ مسئلہ حقوق العباد سے تعلق رکھتا ہے۔ایسے حقوق سے جنہیں خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں اور بندیوں کے لئے خود مقرر فرمایا ہے ۔ جب تک ان کی ادائیگی صحیح طور پر نہ ہو۔حقوق اللہ بھی کچھ فائدہ نہیں دیتے۔خواہ انسان کتنی عبادتیں کر لے۔ چندے دے،روزے رکھے،نوافل اور تہجد ادا کرے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء نے بھی حقوق اللہ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ حقوق العباد پر بہت زور دیا ہے اور شدید انذار بھی فرمایا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"صفات حسنہ اور اخلاق فاضلہ کے دو ہی حصے ہیں اور وہی قرآن شریف کی پاک تعلیم کا خلاصہ اور لُب لباب ہیں۔اوّل یہ کہ حق اللہ کے ادا کرنے میں عبادت کرنا، فسق و فجور سے بچنا اور کل محرمات الٰہی سے پرہیز کرنا اور اوامر کی تعمیل میں کمربستہ رہنا۔دوم یہ کہ حق العباد ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے اور بنی نوع انسان سے نیکی کرے۔بنی نوع انسان کے حقوق بجا نہ لانے والے لوگ خواہ حق اللہ کو ادا کرتے ہی ہوں بڑے خطرے میں ہیں۔۔۔۔وہ شخص جس نے انسانی حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کی ہو یا ظلم کیا ہو خواہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری میں کوشاں ہی ہو اور نماز،روزہ وغیرہ احکام شرعیہ کی پابندی کرتا ہی ہو۔مگر حق العباد کی پروانہ کرنے کی وجہ سے اس کے اعمال بھی حبط ہونے کا اندیشہ ہے۔

غرض مومن حقیقی وہی ہے جو حق اللہ اور حق العباد دونو کو پورے التزام اور احتیاط سے بجالاوے۔جو دونو پہلوؤں کو پوری طرح سے مدنظر رکھ کر اعمال بجالاتا ہے۔وہی ہے کہ پورے قرآن پر عمل کرتا ہے ورنہ نصف قرآن پر ایمان لاتا ہے۔" (ملفوظات جلد 5 ص 572)

2۔ "تم ایسے ہو جاؤ کہ نہ مخلوق کا حق تم پر باقی رہے نہ خدا کا۔یاد رکھو جو مخلوق کا حق دباتا ہے اُس کی دُعا قبول نہیں ہوتی۔کیونکہ وہ ظالم ہے۔" (ملفوظات جلد دوم ص 195)

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نور اللہ مرقدہٗ:

اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ :فرماتا ہے کہ ہم علیم خدا ہیں۔سمجھ بوجھ کر حصص مقرر کئے ہیں اور وصیتوں کے بدلانے کو بھی سُنتے ہیں۔فرماتا ہے۔۔۔۔۔فَاِنَّمَا اِثْمُہٗ چنانچہ اس کا نتیجہ دیکھ لو کہ جب سے ان لوگوں نے لڑکیوں کا حصہ دینا چھوڑا ہے۔ان کی زمینیں ہندوؤں کی ہوگئی ہیں۔جو ایک وقت سو گھماؤں زمین کے مالک تھے اب دو بیگھہ کے بھی نہیں رہے۔یہ اس لئے کہ صریحاً النساء آیت 15 میں فرمایا وَلَہٗ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ اس سے زیادہ اور کیا ذلت ہوگی۔عورتوں پر جو ظلم ہو رہا ہے۔وہ بہت بڑھ گیا ہے۔" (حقائق الفرقان جلد 1 ص 300)

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہٗ:

حضرت مصلح موعود نے 1937ء کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حاضرین جلسہ کو کھڑا کر کے عورتوں کو شریعت کے مطابق حصہ دینے کا عہد لیتے ہوئے فرمایا کہ:۔

"میں سمجھتا ہوں اب وقت آگیا ہے کہ ہر مخلص اقرار کرے کہ آئندہ وہ اس کی پابندی کرے گا اور اپنی بیٹی،اپنی بہن،اپنی بیوی اور اپنی ماں کو وہ حصہ دے گا جو شریعت نے انہیں دیا ہے اور اگر وہ اس کی پابندی کرنے کے لئے تیار نہیں تو وہ ہم سے الگ ہو جائے۔پس آئندہ پورے طور پر اپنی اپنی جماعتوں میں اس کی پابندی کرائی جائے اور جو لوگ اس مسئلہ پر عمل نہ کریں۔ان کے متعلق غور کیا جائے کہ ان کے لئے کیا تعزیر مقرر کی جاسکتی ہے۔اور اگر کوئی ہماری تعزیر کو

برداشت کرنے کے لئے تیار نہ ہوتو ایسے شخص کو جماعت سے نکال دیا جائے تا آئندہ کوئی شخص یہ نہ کہہ سکے کہ تمہارے ہاں شریعت کی ہتک ہوتی ہے۔۔۔آپ میں سے جو لوگ اس مسئلہ پر آئندہ عمل کرنے کے لئے تیار ہوں وہ کھڑے ہو جائیں۔"

اس پر حاضرین نے کھڑے ہو کر لبیک لبیک کہتے ہوئے اقرار کیا۔

(انقلاب حقیقی۔انوار العلوم جلد 15 ص 107 تا ص 109)

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ:

مجلس مشاورت 1982ء میں عورتوں کو شریعت کے مطابق ورثہ سے حصہ دلانے کے بارہ میں تجویز پیش ہوئی۔اس موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے بحث کے دوران خود بعض جگہ مختلف ریمارکس دیتے ہوئے فرمایا کہ:۔

"ہم ایک آدمی کو بھی برداشت نہیں کریں گے جو اس (عورتوں کو حق وارثت بارے) احکام پر عمل نہ کرے۔۔۔میں ساری جماعت میں یہ اعلان کراؤں گا کہ ہماری جس بچی کو ورثے سے محروم کر دیا جائے وہ مجھے لکھے اور آپ پر بھی ذمہ داری ہوگی۔جب وہ مجھے لکھے گی تب میں آپ کی گردن پکڑوں گا۔"

پھر ایک دوسرے دوست نے عرض کیا کہ بہت سے دوستوں کو ان حقوق کا علم نہیں۔

اس پر حضور نے فرمایا کہ "دنیا میں کوئی احمدی ایسا نہیں جس کے علم میں یہ بات نہ ہو کہ قرآن کریم نے بیٹی کا ایک مخصوص حصہ ورثہ میں شامل کیا ہے۔"

پھر ایک صاحب نے فرمایا کہ بعض لڑکیاں ایسی ہوتی ہیں جو خود اپنی مرضی سے لکھ کر دے دیتی ہیں کہ ہم جائیداد میں سے حصہ نہیں لیں گی۔

اس پر حضور نے فرمایا کہ:"وہ پاگل خانے میں ہوتی ہیں۔"

(رپورٹ مجلس مشاورت 1982ء صفحہ 165 تا 170)

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ:

"قرآن مجید ورثہ کے متعلق احکامات بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ خواہ مال تھوڑا ہو یا

زیادہ۔یہ ایک فرض حصہ ہے۔جس کی ادائیگی لازمی ہے۔۔۔۔۔۔۔افسوس ہے کہ احمدیوں میں بھی بہت سی جگہ پر یہ باتیں رائج ہوگئی ہیں۔۔۔۔۔۔بہنیں کہتی ہیں ہمیں طاقت نہیں ہے۔ہمارے لئے کوئی بولنے والا نہیں ہے۔ہم بولیں تو بُری بنیں گی گھر میں، ہمارے ساتھ ذلیل سلوک کیا جائے گا۔اگر کچھ نہیں تو ہمیں کوڑھیوں کی طرح ایک طرف پھینک دیں گے اور ہم میں یہ جرات نہیں ہے۔تو میں ان سے کہتا ہوں۔خدا تعالیٰ نے تمہیں جو حق دیا ہے۔تمہیں جرات سے کام لینا چاہیے کیونکہ اگر تمہاری خاموشی اور تمہاری کمزوری ان ظالموں کے ہاتھ مضبوط کرے گی تو ان کے گناہ کا ایک حصہ تم بھی کماؤ گی کیونکہ وہ اس پر دلیر ہوتے چلے جائیں گے۔ہر احمدی عورت کو جس کا حصہ مارا گیا ہے۔میدان میں آنا چاہیے۔خدا نے فریضہ مقرر کیا ہے۔اس کو لازماً قضاء کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔اس کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے کہ اس کا ردعمل کیا ہے۔اور اگر ایسا کریں گے تو پھر آئندہ لوگوں کو نصیحت ہوگی۔خوف پیدا ہوگا اور وہی مضمون ہوگا۔" فَشَرِّدْ بِهِمْ مَنْ خَلْفَهُمْ "جو چند سامنے آتے ہیں ان سے سختی کرو کہ پچھلے ڈر جائیں۔

پھر ان کو جرات ہی نہ پیدا ہوگی۔اب چونکہ پہلوں سے نہیں ہوا اور بہت سے ایسے زمیندارہ خاندان ہیں جن میں جہاں تک میرا علم ہے ابھی تک بھی اس کی پرواہ نہیں کی جا رہی۔اس لئے اس کو مثال بنا بنا کر اگلے لوگوں نے بھی پکڑ لیا۔**اس کے خلاف جماعت کو بہرحال اب جہاد کرنا ہوگا۔**یہ "نَصِيْبًا مَفْرُوْضًا" لازماً دلوانا ہے **اور اس معاملہ میں خواہ کئی پرانے خاندانوں کو بھی جماعت سے خارج کرنا پڑے قطعاً کوئی پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔ان کا نکلنا باعث برکت ہوگا۔کیونکہ اللہ کے حکم کی تائید میں اس کی حفاظت کی خاطر ان کو نکالا جا رہا ہے۔اس کی کمی اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے پوری فرمائے گا۔اس کی بالکل پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔"**

(درس القرآن 4رفروری 1996ء الفضل انٹرنیشنل 16رفروری 1996ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

ہمارے موجودہ امام احباب جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"لوگ عورتوں کے حقوق ادا نہیں کرتے، وراثت کے حقوق اور ان کا شرعی حصہ نہیں دیتے۔ اب بھی یہ بات سامنے آتی ہے۔ برصغیر میں اور جگہوں پر بھی ہوگی کہ عورتوں کو ان کا شرعی حصہ نہیں دیا جاتا۔ وراثت میں ان کو جو ان کا حق بنتا ہے نہیں ملتا۔ اور یہ بات نظام کے سامنے تب آتی ہے جب بعض عورتیں وصیت کرتی ہیں تو لکھ دیتی ہیں۔ مجھے وراثت میں اتنی جائیداد تو ملی تھی لیکن میں نے اپنے بھائی کو یا بھائیوں کو دے دی اور اس وقت میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ اب اگر آپ گہرائی میں جا کر دیکھیں، جب بھی جائزہ لیا گیا تو پتہ یہی لگتا ہے کہ بھائی نے یا بھائیوں نے حصہ نہیں دیا اور اپنی عزت کی خاطر یہ بیان دے دیا کہ ہم نے دے دی ہے۔ یا کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ بھائی یا دوسرے ورثاء بالکل معمولی سی رقم اس کے بدلہ میں دے دیتے ہیں۔ حالانکہ اصل جائیداد کی قیمت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ تو ایک تو یہ ہے کہ وصیت کرنے والے۔ نظام وصیت میں شامل ہونے والے، ان سے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تقویٰ کے اعلیٰ معیار کی امید رکھی ہے۔ اس لئے ان کو ہمیشہ قول سدید سے کام لینا چاہیے اور حقیقت بیان کرنی چاہیے کیونکہ جو نظام وصیت میں شامل ہیں۔ تقویٰ کے اعلیٰ معیار اور شریعت کے احکام کو قائم کرنے کی ذمہ داری ان پر دوسروں کی نسبت بہت زیادہ ہے۔ اس لئے جو بھی حقیقت ہے، قطع نظر اس کے کہ آپ کے بھائی پر کوئی حرف آتا ہے یا ناراضگی ہو یا نہ ہو۔ حقیقت حال جو ہے وہ بہرحال واضح کرنی چاہیے۔ تا کہ ایک تو یہ کہ کسی کا حق مارا گیا ہے تو نظام حرکت میں آئے اور ان کو حق دلوایا جائے۔ دوسرے ایک چیز جو اللہ تعالیٰ نے ان کو دی ہے شریعت کی رو سے اس سے وہ اپنے آپ کو کیوں محروم کر رہی ہیں۔ اور صرف یہی نہیں کہ اپنے آپ کو محروم کر رہی ہیں بلکہ وصیت کے نظام میں شامل ہو کے جو ان کا حصہ ہے اس سے خدا تعالیٰ کے لئے جو دینا چاہتی ہیں۔ اس سے بھی غلط بیانی سے کام لے کے وہاں بھی صحیح طرح ادائیگی نہیں کر رہیں۔ تو اس لئے یہ بہت احتیاط سے چلنے والی بات ہے۔ وصیت کرتے وقت سوچ سمجھ کر یہ ساری باتیں واضح طور پر لکھ کے دینی چاہئیں۔"

(خطبات مسرور جلد 1 ص 115-116)